افغان جنگ میں امریکی خسارے

اگست، ستمبر ۲۰۲۱ء کے شمارہ سے ماخوذ

نعمان حجازی

نوائے غزوۂ ہند

افغان جنگ میں امریکی خسارے

نعمان حجازی

تعارف

۳۱ اگست ۲۰۲۱ء کو تقریباً بیس سال بعد افغانستان سے آخری امریکی نکل جانے کے بعد امریکہ کی تاریخ کی طویل ترین جنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔ ایک عام امریکی شہری بھی اپنی ہزیمت کی وجہ سے اس جنگ کو بھلانا چاہتا ہے اور امریکی حکومت کی طرف سے بھی کوشش ہے کہ ویتنام جنگ کے برخلاف اس جنگ کی تفصیلات پر کم سے کم روشنی پڑے اس لیے اس جنگ میں ہونے والے اپنے جانی ومالی نقصانات کو حتی الامکان چھپانے اور بہت کم کر کے دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن اس بیس سالہ جنگ نے امریکہ پر اتنے گہرے اثرات چھوڑے ہیں کہ اسے اتنی آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ امریکی آبادی کے ہر چار افراد میں سے ایک اسی جنگ کے دوران پیدا ہوا، اس نے اس جنگ سے پہلے کے امریکہ کو کبھی نہیں دیکھا صرف اس کے متعلق باتیں ہی سنی ہیں۔ ان کے ذہنوں پر اس ہاری ہوئی جنگ کی گہری چھاپ ہمیشہ موجود رہے گی۔ پھر اس جنگ میں زخمی ہونے والے ہزاروں امریکی فوجیوں کے علاج معالجے اور صحت کے اخراجات بھی عشروں تک امریکی حکومت اور اس کے ٹیکس دہندگان کے لیے بوجھ بنے رہیں گے۔ اسی طرح دسیوں کھرب ڈالر جو امریکہ نے اس جنگ میں جھونکے وہ سب قرضے سے حاصل ہوئے، وہ قرضہ اور اس پر لگا سود در سود بھی آنے والے کئی عشروں تک امریکی معیشت پر ایک بھاری بوجھ بنا رہے گا۔

اس تحریر میں مالی اور جانی خساروں سے متعلق اعداد و شمار کی مدد سے امریکی شکست کی ایک جامع تصویر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بلاشبہ صرف اعداد و شمار کبھی بھی ایک مکمل تصویر پیش نہیں کر سکتے کہ اس جنگ میں کیا کچھ ہوا اور اس کی کیا اہمیت ہے لیکن یہ جنگ کا ایک منظر نامہ ضرور پیش کر سکتے ہیں۔ اس تحریر میں دیے گئے زیادہ تر اعداد و شمار امریکہ کی براؤن یونیورسٹی کے Cost of War Project سے لیے گئے ہیں۔ اس منصوبے سے ۵۰ دانشور، ڈاکٹر، قانونی

ماہرین اور انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے جڑے ہوئے ہیں جو کہ افغانستان اور عراق جنگ کے جانی، مالی اور بجٹ کے حوالے سے اخراجات اور سیاسی نتائج کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ چند دیگر اعداد و شمار امریکی حکومتی ادارے 'اسپیشل انسپکٹر جنرل فار افغانستان ری کنسٹرکشن' یا سگار (CIGAR) سے اور امریکہ کے سرکاری ادارہ برائے احتساب 'گورنمنٹ اکاؤنٹی بلٹی آفس' یا گاؤ (GAO) سے لیے گئے ہیں۔ مزید اعداد و شمار جہاں جہاں سے حاصل کیے ان کا ذکر ان اعداد و شمار کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔ تاہم یہ بات پیش نظر رہے کہ ان اداروں کی طرف سے پیش کیا گیا جائزہ امریکی حکومت اور پینٹا گان کی طرف سے فراہم کی گئی رپورٹوں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اور بلاشک و شبہ یہ فراہم کردہ معلومات حقائق سے کہیں کم تر ہوتی ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حال ہی میں امریکی حکومت نے اپنی ویب سائٹ سے افغانستان میں ہوئے اخراجات کے حوالے سے بہت سی جائزہ رپورٹیں غائب کر دی ہیں۔

پس منظر

۱۸ ستمبر ۲۰۰۱ء کو، امریکہ پر گیارہ ستمبر کے حملوں کے ٹھیک ایک ہفتے بعد، امریکی ایوان نمائندگان اور ایوانِ بالا نے بلا اختلاف ایک بل منظور کیا جس کے تحت امریکہ کو صرف افغانستان کے خلاف نہیں، بلکہ گیارہ ستمبر کے حملے کے ذمہ داروں کے خلاف پوری دنیا میں ایک کھلی جنگ شروع کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

۲۰ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکی صدر جارج بش نے امریکی کانگرس کے ایک اجلاس میں کہا کہ یہ جنگ عالمی سطح کی ہو گی اور اعلانیہ اور خفیہ دونوں سطح پر لڑی جائے گی اور ممکنہ طور پر یہ جنگ لمبے عرصہ تک چلے گی۔ امریکی صدر نے اپنے بیان میں کہا:

> دہشت گردی کے خلاف ہماری جنگ القاعدہ سے شروع ہوئی ہے لیکن اس پر ختم نہیں ہو گی۔ یہ اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک عالمی نظریہ رکھنے والے ہر گروہ کا پتہ نہ لگا لیا جائے، اسے روک نہ دیا جائے اور اسے

شکست سے دوچار نہ کر دیا جائے۔ امریکیوں کو ایک جنگ کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ بلکہ یہ ایک طویل مہم ہے، جس کی مثل اس سے قبل ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔

---

۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ نے 'آپریشن اینڈیورنگ فریڈم'(Operation Enduring Freedom)کے نام سے افغانستان پر بمباری کا آغاز کر دیا۔ اس جنگ میں امریکہ، نیٹو اور غیر نیٹو اتحادی اکاون(51)ملکوں نے شرکت کی۔

۹ دسمبر ۲۰۰۱ء میں قندھار کا سقوط ہو گیا، اور امریکہ اور اتحادیوں نے تصور کر لیا کہ اب افغانستان میں جنگ ختم ہوا ہی چاہتی ہے۔

اپریل ۲۰۰۲ء میں صدر بش نے افغانستان میں 'حقیقی امن' کے قیام میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ وہ امن کیسے حاصل ہو گا اس پر بش نے کہا:

امن، افغانستان کو اپنی مستحکم حکومت قائم کرنے میں مدد دینے سے حاصل ہو گا۔ امن، افغانستان کو اپنی ملی فوج بنانے اور اس کو تربیت دینے میں مدد کرنے سے حاصل ہو گا۔ اور امن لڑکے اور لڑکیوں کے لیے ایک ایسا تعلیمی نظام کھڑا کرنے سے حاصل ہو گا جو کہ کارآمد ہو۔

---

۱۷ فروری ۲۰۰۹ء کو امریکی صدر بارک اوباما نے افغان جنگ میں تیزی لانے کے لیے اور جلد نتائج حاصل کرنے کے لیے سترہ ہزار(17,000)مزید فوجی افغانستان بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اسی سال دسمبر میں اوباما نے اس فیصلے میں تبدیلی کی اور کل تعداد کو بڑھا کر ایک لاکھ تک کر دیا۔ جبکہ ۲۰۱۱ء کے اختتام تک افغانستان میں امریکی فوجیوں کی کل تعداد ایک لاکھ دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

’آپریشن اینڈیورنگ فریڈم‘(Operation Enduring Freedom) اوباما کے دور میں ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء کو اختتام پزیر ہوا۔ کابل میں امریکی اور نیٹو کے فوجی افسران نے اس دن کی مناسبت سے ایک تقریب منعقد کی اور اس آپریشن کے خاتمے کا اعلان کیا۔ اوباما نے اس موقع پر ایک بیان جاری کیا جس میں اس نے کہا کہ یہ ہمارے ملک کے لیے ایک سنگ میل ہے اور اب امریکہ پہلے سے زیادہ محفوظ ہے۔ اور اس کے ساتھ اس نے اپنی فوج کی تعداد میں کمی کا اعلان بھی کیا۔

یکم جنوری ۲۰۱۵ء سے نیٹو نے ایک نئے مشن ’ریزولوٹ سپورٹ مشن‘ (Resolute Support Mission) کا آغاز کیا، جس کا مقصد امارت اسلامیہ کے خلاف افغان فوج کی تربیت، مدد اور مشاورت فراہم کرنا تھا۔ اسی مشن کے تحت امریکہ نے افغانستان میں القاعدہ اور دیگر گروہوں کے خلاف خصوصی کاروائیاں کرنے کے لیے ایک علیحدہ مشن آپریشن فریڈمز سینٹنل (Operation Freedom’s Sentinel) کا اعلان بھی کیا۔ اس کے ساتھ ہی امریکی اور نیٹو فوجیوں میں کمی کا آغاز ہوا اور ۲۰۱۶ء کے اختتام تک افغانستان میں آٹھ ہزار پانچ سو (8500) امریکی فوجی جبکہ تیرہ ہزار (13,000) نیٹو کے فوجی رہ گئے۔

۲۱ اگست ۲۰۱۷ء کو امریکہ کے نئے صدر ڈانلڈ ٹرمپ نے افغانستان میں امریکی افواج میں پھر سے اضافے کا اعلان کیا اور تعداد کو بڑھا کر چودہ ہزار (14,000) تک کر دیا۔

۴ ستمبر ۲۰۱۸ء کو ٹرمپ نے طالبان سے مذاکرات کرنے کے لیے زلمے خلیل زاد کو اپنا خصوصی نمائندہ مقرر کیا۔ جس کے بعد امریکہ کے امارت اسلامیہ کے ساتھ مذاکرات کا آغاز ہوا۔ جس کے نتیجے میں ۲۹ فروری ۲۰۲۰ء کو امریکہ اور امارت اسلامیہ کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا جس کے تحت یکم مئی ۲۰۲۱ء تک امریکہ کو افغانستان سے مکمل انخلاء کرنا تھا۔

۱۴ اپریل ۲۰۲۱ء کو امریکہ کے نئے صدر جو بائیڈن نے اعلان کیا کہ امریکہ کے باقی پینتیس سو (3500) فوجیوں کا انخلاء یکم مئی کی بجائے گیارہ ستمبر ۲۰۲۱ء تک مکمل ہو گا۔

یکم مئی ۲۰۲۱ء کو امارت اسلامیہ نے معاہدے کی اصل تاریخ کے اختتام پر پورے افغانستان میں افغان فوج کے خلاف حملوں کا آغاز کر دیا اور تیزی سے اضلاع فتح ہونا شروع ہو گئے۔

۶ اگست ۲۰۲۱ء کو پہلا صوبائی مرکز، صوبہ نیمروز کا شہر زرنج فتح ہو گیا۔ پہلے صوبے کی فتح کے ۹ دن بعد ۱۵ اگست ۲۰۲۱ء کو پنجشیر کے علاوہ افغانستان کے تمام صوبے بشمول دارالحکومت کابل پر امارت اسلامیہ کا قبضہ ہو گیا۔

۳۰ اور ۳۱ اگست ۲۰۲۱ء کی درمیانی رات آخری امریکی طیارہ افغانستان سے پرواز کر گیا اور امریکہ کا افغانستان سے انخلاء مکمل ہوا۔

جانی خسارہ

امریکی بیورو آف لیبر کے اعداد و شمار کے مطابق، ان بیس سالوں میں نو لاکھ اسی ہزار (980,000) امریکی فوجی افغانستان میں مختلف اوقات میں تعینات رہے۔ امریکی فوجیوں کے علاوہ ان بیس سالوں میں امریکی عسکری کنٹریکٹر بھی افغانستان میں موجود رہے جن کی کل تعداد کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، لیکن ۲۰۲۰ء کے وسط میں ان کی تعداد بائیس ہزار پانچ سو باسٹھ (22,562) تھی جبکہ ۲۰۲۱ء کے آغاز میں ان کنٹریکٹرز کی تعداد سات ہزار آٹھ سو (7,800) تھی۔

امریکہ کے ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ۶ ستمبر ۲۰۲۱ء کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق ان بیس سالوں میں دو ہزار چار سو اکسٹھ (2,461) امریکی فوجی ہلاک اور بیس ہزار سات سو چھیالیس (20,746) فوجی اس جنگ میں زخمی ہوئے۔ جبکہ تین ہزار نو سو چار (3,904) امریکی کنٹریکٹر ہلاک ہوئے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ان بیس سالوں میں ایک ہزار ایک سو پینتالیس (1,145) امریکہ کے اتحادی ممالک کے فوجی ہلاک ہوئے۔ جبکہ پچھتر ہزار تین سو چودہ (75,314) افغان فوجی ہلاک ہوئے۔ امریکہ کے جو فوجی زخمی ہوئے ان میں زیادہ تعداد ایسوں کی ہے جو کہ اپنے

جسم کے ایک سے زیادہ اعضاء سے محروم ہو گئے۔ جبکہ امریکہ کی یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ڈاکٹر پال پاسکوئینا کے بقول، ان زخمیوں میں ساٹھ فیصد کے قریب ایسے ہیں جنہیں دماغی زخم بھی لگے۔

یہاں یہ وضاحت بھی کرتے چلیں کہ زخمیوں کی جو تعداد یہاں بیان کی گئی ہے یہ صرف ان زخمیوں کی ہے جو کہ لڑائی کے دوران زخمی ہوئے، اس کے علاوہ دیگر وجوہات سے زخمی ہونے والوں کا اور وہ جو جنگ کی وجہ سے 'پی ٹی ایس ڈی' اور دیگر نفسیاتی امراض کا شکار ہونے کی وجہ سے جنگ کے قابل نہیں رہے اس کا اس میں ذکر نہیں ہے۔

اگرچہ ان کے تفصیلی اعداد و شمار موجود نہیں ہیں لیکن امریکی ادارہ صحت کے اعداد و شمار کے مطابق افغانستان میں آنے والے کل امریکی فوجیوں میں اوسطاً 15.5 فیصد فوجی ایسے ہیں جو دماغی مرض 'پی ٹی ایس ڈی' (Post-Traumatic Stress Disorder) کا شکار ہوئے۔ اس فیصد تعداد کے اعتبار سے تقریباً ایک لاکھ اکاون ہزار نو سو (151,900) فوجی ان بیس سالوں میں پی ٹی ایس ڈی کا شکار ہوئے۔

اسی طرح جو امریکی فوجیوں کے مرنے والوں کی تعداد لکھی گئی ہے وہ بھی صرف وہی ہیں جو میدان جنگ میں مرے لیکن وہ جو زخمی ہو کر امریکہ واپس گئے لیکن اپنے زخموں کی پیچیدگی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ان کا ذکر نہیں ہے۔ نہ ہی فوجیوں کی وہ بڑی تعداد شامل ہے جو اس جنگ میں شامل رہنے کے بعد نفسیاتی و ذہنی امراض کا شکار ہوئے اور پھر انہوں نے خودکشی کرلی۔ براؤن یونیورسٹی کے اعداد و شمار کے مطابق گیارہ ستمبر کے بعد سے ان بیس سالوں میں جنگوں میں شریک رہنے والے امریکی فوجیوں میں سے تیس ہزار ایک سو ستتر (30,177) فوجیوں نے خودکشی کرلی۔

اس کے علاوہ امریکی ادارہ صحت کے اعداد و شمار کے مطابق ان بیس سالوں میں افغان جنگ میں شامل رہنے والے فوجیوں میں سے جن فوجیوں نے ہیلتھ کیئر سروسز سے رجوع کیا، جن کی تعداد لاکھوں میں بنتی ہے، ان میں 23 فیصد امریکی فوج کی خواتین ایسی ہیں جن کو فوج کے اندر ہی جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا، جبکہ 55 فیصد امریکی فوج کی خواتین ایسی

ہیں جنہیں جنسی ہراسگی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے علاوہ امریکی فوج میں 38 فیصد مرد فوجیوں کو بھی اپنی ہی فوج کے اندر جنسی ہراسگی کا سامنا کرنا پڑا۔

اس بیس سالہ جنگ میں جو فوجی جنگ کے دوران زخمی ہوئے یا مر گئے وہ تو ایک طرف لیکن اتنی بڑی تعداد کا دماغی و نفسیاتی امراض کا شکار ہو جانا، اتنی بڑی تعداد کا خودکشی کر لینا، اتنی بڑی تعداد میں امریکی فوجیوں کا اپنے ہی ساتھی فوجیوں کے ہاتھوں جنسی تشدد اور جنسی ہراسگی کا شکار ہو جانا ایسے حقائق ہیں جو کسی بری سے بری قوم کا بھی سر شرم سے جھکا دے۔ یہ اعداد و شمار مغربی تہذیب و اقدار کی ایک جھلک دکھاتے ہیں کہ جس تہذیب و اقدار کو لے کر اسے تیسری دنیا کے ممالک میں رائج کرنے نکلے ہیں وہ خود کس قدر غلیظ اور ناپاک ہے۔ اور وہ جو ہمیں پسماندہ، قدامت پرست، غیر ترقی یافتہ، غیر مہذب وغیرہ ثابت کرنے پر تلے رہتے ہیں وہ خود اخلاقی طور پر کس قدر پستیوں میں گرے ہوئے ہیں۔

یہ اعداد و شمار ان مغرب نواز جدید تعلیم یافتہ طبقے کے لیے بھی تازیانۂ عبرت ہیں کہ جو امارت اسلامیہ کے شرعی نظام کی مخالفت اور مغرب کے غلیظ نظام کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اسلامی شریعت کے پاکیزہ نظام کو چھوڑ کر مغربی گندگیوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

مالی خسارہ

وفاقی بجٹ میں امریکی کانگریس نے افغان جنگ کے اخراجات کی مد میں ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کے لیے دس کھرب (ایک ٹریلین) ڈالر کی منظوری دی تھی۔ لیکن تمام اخراجات شامل کرتے ہوئے ان بیس سالوں میں افغانستان میں امریکی اخراجات اس سے کہیں زیادہ ہوئے۔ ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کو ملا کر ان بیس سالوں میں تقریباً بیس کھرب اکتیس ارب تیس کروڑ (2.313 ٹریلین) امریکی ڈالر افغان جنگ پر خرچ ہوئے۔ دوسرے لفظوں میں امریکہ کا افغانستان میں تقریباً تیس کروڑ (300 ملین) ڈالر روزانہ کا خرچہ ہو رہا تھا۔

یہ اخراجات درج ذیل بنیادی مدّات کے تحت کیے گئے:

مد	رقم
ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کا ابتدائی جنگی بجٹ	1.055 ٹرلین (10 کھرب 55 ارب) ڈالر
اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کا جنگی بجٹ	60 بلین (60 ارب) ڈالر
ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ میں اضافہ	433 بلین (4 کھرب 34 ارب) ڈالر
قرضوں پر سود کی ادائیگی	532 بلین (5 کھرب 32 ارب) ڈالر
سابق فوجیوں کا علاج معالجہ	233 بلین (2 کھرب 33 ارب) ڈالر
کل رقم	**2.313 ٹرلین (23 کھرب 13 ارب) ڈالر**

ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ اور اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے اوپر مذکورہ بجٹ کے تحت چیدہ چیدہ اخراجات درج ذیل ہیں۔

مد	رقم
براہ راست جنگی اخراجات	824.9 بلین (8 کھرب 24 ارب 90 لاکھ) ڈالر
افغان فوج کی تربیت، عسکری سامان	85 بلین (85 ارب) ڈالر
تعمیرِ نو کے منصوبہ جات	131.3 بلین (1 کھرب 31 ارب 30 لاکھ) ڈالر
افغان فوج کی تنخواہیں	14.25 بلین (14 ارب 25 کروڑ) ڈالر
حکومتی اخراجات اور ترقیاتی منصوبے	36 بلین (36 ارب) ڈالر
مرنے والے فوجیوں کے لواحقین کو	2.455 بلین (2 ارب 45 کروڑ 50 لاکھ) ڈالر

امریکی حکومت اپنے تمام ہلاک ہونے والے فوجیوں کے لواحقین کو ان کی خدمات کے صلے میں فی فوجی دس لاکھ (ایک ملین) ڈالر دیتی ہے۔ ہلاک ہونے والوں کی سرکاری طور پر ظاہر کی گئی تعداد کے مطابق لواحقین کو دی گئی کل رقم اوپر لکھی گئی ہے۔

اکتوبر ۲۰۲۰ء میں امریکی کانگریس کو پیش کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق تعمیرِ نو، حکومتی اخراجات اور ترقیاتی کاموں کے لیے افغان حکومت کو بھیجی گئی امداد میں سے، کرپشن کی وجہ سے، انیس ارب (19 بلین) ڈالر ان منصوبوں پر لگنے کی بجائے حکومتی عہدہ داروں کی جیبوں اور بنک اکاؤنٹس میں منتقل ہو گئے۔

گیارہ ستمبر کے بعد امریکہ کی پوری دنیا میں کارروائیوں میں شامل رہنے والے سابق فوجیوں کی معذوری اور علاج معالجے پر آنے والے اخراجات امریکی انخلاء کے بعد بھی ختم نہیں ہوتے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک اندازے کے مطابق ۲۰۵۰ء تک پہلے سے موجود ان سابق فوجیوں کے علاج معالجے پر 20 کھرب (2 ٹریلین) ڈالر کے مزید اخراجات ہوں گے۔

اس کے علاوہ افغان جنگ کے لیے لیے گئے قرضوں پر سود کی ادائیگی کے اخراجات ۲۰۵۰ء تک ساٹھ کھرب پچاس ارب (6.5 ٹریلین) ڈالر تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح سے یہ جنگ ختم ہو جانے کے باوجود ۲۰۵۰ء تک امریکہ کے افغانستان جنگ پر کل اخراجات 100 کھرب 81 ارب 30 کروڑ (10.813 ٹریلین) ڈالر تک پہنچ جائیں گے۔

اپنی سابقہ جنگوں ہی کی طرح امریکہ نے افغان جنگ کے متعلق بھی یہ گمان کیا تھا کہ فتح بہت تیزی سے حاصل ہو جائے گی اور اس کے بعد صرف تعمیرِ نو پر اخراجات آئیں گے۔ لیکن ان بیس سال بعد آخری امریکی فوجی کے بھی افغانستان سے نکل جانے کے باوجود امریکہ اب تک جاری اخراجات گن رہا ہے۔

افغان فوج کو دیا گیا عسکری سامان

اس بیس سالہ جنگ میں ایسی شرمناک ناکامی کے بعد اگرچہ یہ سارا مالی خسارہ ہی امریکیوں کے لیے شدید تکلیف کا باعث ہو گا لیکن ان سب اخراجات میں شاید سب سے زیادہ تکلیف دہ خرچہ امریکیوں کے لیے وہ ہے جو انہوں نے افغان فوج کی تربیت، ان کی تنخواہوں اور ان کے لیے بھیجے گئے عسکری سامان پر کیا۔

افغان فوج پر امریکہ نے ایک کھرب ڈالر تک خرچہ کیا لیکن ان بیس سالوں میں افغان فوج کو دی گئی ساری تربیت دھری کی دھری رہ گئی اور تین لاکھ کی یہ بڑی بڑی فوجی طاقتوں کے ہاتھوں تربیت یافتہ فوج ریت کی دیوار ثابت ہوئی جو ایک ہوا کے جھونکے سے ہی ڈھے گئی۔ اسلحہ اور دیگر عسکری سامان کے جو پہاڑ امریکہ نے اس فوج کو دیے تھے، اس امید پر کہ شاید زیادہ سے زیادہ جدید ترین اسلحہ دینے سے یہ فوج امارت اسلامیہ کا کوئی مقابلہ کر پائے، وہ بھی ان کے کسی کام نہ آئے بلکہ فائدہ دینے کی بجائے امریکیوں کے لیے مزید ہزیمت کا باعث بنے اور آج امریکی اپنے اسلحے کے اتنے ڈھیر امارت اسلامیہ کے قبضے میں دیکھ کر اپنی ہی انگلیاں چبا رہے ہیں۔

امریکہ نے ان بیس سالوں میں جو عسکری سامان افغان فوج کو دیا اس میں افغان جنگ کے آغاز سے ۲۰۱۶ء تک فراہم کیے گئے سامان کی تفصیلی رپورٹس موجود ہیں۔ لیکن اس کے بعد سے جنگ کے خاتمے تک کی رپورٹ امریکی حکومت نے اپنی ویب سائٹ سے بھی اور سگار ادارے کی ویب سائٹ سے بھی غائب کر دی ہے جس کی وجہ سے پچھلے پانچ سالوں میں کتنا عسکری سامان امریکہ نے افغان فوج کے حوالے کیا اس کی مکمل تفصیل حاصل نہیں ہو سکی۔

اس رپورٹ کو غائب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ۲۰۱۵ء تک امریکی زیادہ جنگ خود لڑ رہے تھے اور افغان فوج ان کے تحت جنگ میں معاونت کر رہی تھی، اس لیے اس عرصے میں افغان فوج کو اتنا عسکری سامان نہیں دیا گیا۔ لیکن ۲۰۱۵ء سے یہ معاملہ الٹ ہو گیا اور جنگ کی زیادہ تر ذمہ داری افغان فوج پر آ گئی، اور امریکی اور نیٹو افواج کا کردار معاونت کی طرف منتقل ہو گیا۔

اس وجہ سے امریکہ نے جتنا عرصہ ۲۰۱۶ء تک افغان فوج کے حوالے کیا تھا، اس سے کئی گنا زیادہ اسلحہ اس کے بعد کے ان پانچ سالوں میں حوالے کیا۔ اس میں سے بھی تین ارب (3 بلین) ڈالر کا عسکری سامان صرف پچھلے سات ماہ میں امریکہ نے افغان فوج کو فراہم کیا۔ لیکن چونکہ اس کی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے، اس لیے ذیل میں تفصیلی طور پر ۲۰۱۶ء تک دیے گئے اسلحے کا ذکر ہے اور اس کے بعد اگلے پانچ سالوں میں عسکری سامان کی فراہمی کے حوالے سے جو کچھ جزوی معلومات حاصل ہو پائیں ان کا ذکر ہے۔

۲۰۱۶ء تک فراہم کیا گیا عسکری سامان

قسم	تعداد
گاڑیاں	75,898
طیارے	208
اسلحہ	599,690
جاسوی و نگرانی کے آلات اور ڈرون	16,191
بم ڈسپوزل جیمر اور ڈیٹیکٹر آلات	29,681
مواصلاتی آلات	162,643
کل تعداد	**884,311**

گاڑیاں

قسم	تعداد
رینجر اور ڈبل کیبن	42,604
ہمویز	22,174
ٹرک	8,998
خراب اور تباہ شدہ گاڑیاں اٹھانے والی کرینیں	1,005
بارودی سرنگوں اور کمین سے حفاظت والی گاڑیاں	928
بکتر بند	189
کل تعداد	**75,898**

طیارے

قسم	تعداد
ہیلی کاپٹر	110
مال بردار جہاز	60
A-29 جیٹ	20
PC-12 جاسوسی اور نگرانی کا طیارہ	18
کل تعداد	**208**

اسلحہ

قسم	تعداد
رائفلز	358,530
پستول	126,295
مشین گن	64,363
گرنیڈ لانچر	25,327
شاٹ گن	12,692
راکٹ لانچر	9,877
آرٹلری اور مارٹر	2,606
کل تعداد	**599,690**

جاسوسی اور نگرانی کے آلات

قسم	تعداد
نائٹ وژن آلات	16,035
مخابرہ کی جگہ معلوم کرنے کے آلات	120
جی باس سرویلنس ٹاور	22
سکین ایگل ڈرون	8
نگرانی کے غبارے	6
کل تعداد	**16,191**

بم ڈسپوزل، جیمر اور ڈیٹیکٹر آلات

قسم	تعداد
جیمر	13,265
مائن ڈیٹیکٹر	13,367
بم ڈسپوزل روبوٹ	1,093
بم دھماکے سے حفاظت کا لباس	1,101
فوجی گاڑیوں کی مائن سے حفاظت کے لیے مائن رولر	496
ایکس رے نظام	359
کل تعداد	**29,681**

مواصلاتی آلات

قسم	تعداد
سادہ مخابرے(وائرلیس ریڈیو ٹرانسمٹر)	66,439
ہائی فریکونسی بڑے مخابرے	13,464
VHF مخابرے	75,256
UHF مخابرے	2,107
ملٹی بینڈ مخابرے	5,377
کل تعداد	**162,643**

سگار کی وہ رپورٹ جس میں ۲۰۱۶ء کے اختتام سے ۲۰۲۱ءتک افغان فوج کو جو سامان فراہم کیا گیا اس کا مکمل آڈٹ موجود تھا اسے تو غائب کر دیا گیا ہے۔ لیکن سگار کی ویب سائٹ پر ۲۰۱۸ء سے ۲۰۲۱ء تک کہ سہ ماہی جائزے رکھے ہیں جن میں دیگر معلومات کے ساتھ اس عرصے میں افغان فوج کو دیے گے عسکری سامان کی بھی معلومات موجود ہیں۔ جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

یکم اپریل ۲۰۱۸ء سے یکم اگست ۲۰۲۱ءتک فراہم کردہ عسکری سامان

قسم	تعداد
A-29 جیٹ	14
AC-208 لڑاکا طیارہ	7
UH-60 بلیک ہاک ہیلی کاپٹر	80
Mi-17 ہیلی کاپٹر	5

MD-530 گن شپ ہیلی کاپٹر	49
C-130 کارگو طیارہ	1
ہمویز	5,785
رینجر اور ڈبل کیبن گاڑیاں	602
بڑی کرینیں	16
پانی کے ٹینکر	130
تیل کے ٹینکر	151
سامان کے ٹرک	48
سامان کے بڑے ٹریلر	143
خراب گاڑیاں اٹھانے والی کرین	3
امریکی موٹر سائیکل	179
مشین گنز	5,538
رائفلز	6,289
ہیوی مشین گنز	140
مارٹر	56
پستولیں	6,484
راکٹ لانچر	864
گرنیڈ لانچر	1,150
نائٹ وژن	299
ملٹی بینڈ مخابرہ	82
گولے	428,304

گرنیڈ	311,884
گولیاں	94,111,957

سگار کی ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکہ نے سکین ایگل ڈرون بنانے والی کمپنی کے ساتھ ۲۰۱۵ء میں افغان فوج کو یہ ڈرون فراہم کرنے کا سات سال کا معاہدہ کیا۔ اس میں ۲۰۱۶ء سے ۲۰۱۹ء تک جو ڈرون فراہم کیے گئے ان کی تعداد اس آڈٹ رپورٹ میں موجود ہے لیکن اس کے بعد ۲۰۱۹ء سے ۲۰۲۱ء تک کی تعداد کا علم نہیں۔ ان چار سال کی تعداد یہ ہے:

۲۰۱۶ء سے ۲۰۱۹ء تک فراہم کردہ سکین ایگل ڈرون

سال	تعداد
۲۰۱۶ء	96
۲۰۱۷ء	46
۲۰۱۸ء	55
۲۰۱۹ء	80
کل تعداد	**281**

مذکورہ بالا عسکری سامان میں پینتیس عدد بلیک ہاک ہیلی کاپٹر اور تین عدد A-29 جیٹ طیارے امریکہ نے جولائی کے وسط میں دیے تھے۔ اس کے علاوہ جولائی کے مہینے میں ہی امریکہ نے افغان فوج کو مزید سکین ایگل ڈرون حوالے کیے جن کی حتمی تعداد کا اندازہ نہیں ہے۔ یہ چیزیں ایک ایسے وقت میں افغان فوج کے حوالے کی جا رہی تھیں جب امارت اسلامیہ کا صوبائی مراکز کو چھوڑ کر افغانستان کے تقریباً تمام ہی اضلاع پر قبضہ ہو چکا تھا اور امریکہ نے اس امید پر کیا کہ فضائی طاقت میں اضافہ کرنے سے شاید افغان فوج امارت اسلامیہ کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن اس کا ذرّہ برابر بھی فائدہ نہیں ہوا اور ان چیزوں کو ایک بار بھی افغان فوج استعمال نہیں کر سکی۔

امارت اسلامیہ کے قبضے میں آیا عسکری سامان

سگار کی مئی تا جولائی ۲۰۲۱ء کی آڈٹ رپورٹ اور فلائٹ گلوبل انسائٹ کی ایک رپورٹ کو ملا کر ایک اندازے کے مطابق امارت اسلامیہ کے صوبوں کے مراکز پر قبضہ شروع کرنے سے قبل افغان فضائیہ کے پاس کل طیاروں کی تعداد درج ذیل تھی۔

قسم	تعداد
A-29 جیٹ	26
AC-208 لڑاکا طیارہ	10
C-208 ٹرانسپورٹ طیارہ	24
C-130 ٹرانسپورٹ طیارہ	4
بوئنگ 717 وی آئی پی ٹرانسپورٹ طیارہ	1
PC-12 سرویلنس طیارہ	18
Mi-17 ہیلی کاپٹر (روس)	96
Mi-35 لڑاکا ہیلی کاپٹر (روس)	4
Bell UH-1 ہیلی کاپٹر	10
HAL چیتا ہیلی کاپٹر (انڈیا)	3
MD-530 گن شپ ہیلی کاپٹر	50
UH-60 بلیک ہاک ہیلی کاپٹر	80
CH-47 چینوک ہیلی کاپٹر	5
کل تعداد	**331**

مذکورہ بالا تفصیل میں وہ طیارے شامل نہیں ہے جو خاص افغان سپیشل فورس کو دیے گئے۔ کیونکہ امریکہ کی طرف سے افغان سپیشل فورس کو جو بھی فنڈنگ یا عسکری سامان فراہم کیا جاتا تھا اسے خفیہ رکھا گیا تھا اور اس کو آڈٹ سے استثناء دی گئی تھی۔ سپیشل فورس کو دیے گئے ان طیاروں میں پانچ عدد چنیوک ہیلی کاپٹر بھی شامل ہیں جو امریکیوں کے انخلاء کے بعد کابل ائیرپورٹ پر موجود تھے۔ ان طیاروں کا ذکر اوپر فہرست میں کر دیا گیا ہے۔

امارت اسلامیہ کے کابل پر قبضہ کرنے کے بعد افغان فوج کے افراد چھیالیس کے قریب طیارے لے کر ازبکستان فرار ہو گئے، جبکہ امریکہ نے کابل ائرپورٹ سے نکلتے وقت ۷۳ طیارے اور ۷۰ گاڑیاں ناکارہ بنا دیں۔ ان طیاروں کو منفی کر دیا جائے تو طالبان کے پاس طیاروں کی کل تعداد اس وقت 212 ہو گی۔ اس کے علاوہ روسی اور انڈین طیاروں کی تعداد فلائٹ گلوبل انسائٹ کی ایک رپورٹ سے لی گئی ہے جو کہ ۲۰۱۸ء کے اختتام کی رپورٹ ہے، اس لیے یہ بات حتمی نہیں کہ بعد کے اڑھائی سال میں کتنے طیارے تباہ ہوئے اور کتنے اب تک کارآمد ہیں۔ اس لیے ان طیاروں کی حتمی تعداد نہیں بتائی جا سکتی۔ لیکن بعض امریکی اداروں کے ہی اندازوں کے مطابق اس وقت امارت اسلامیہ کے پاس موجود طیاروں کی تعداد 121 ہے۔ اور امریکہ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک بیان کے مطابق دنیا کے پچاسی فیصد (85%) ممالک میں سے کسی کے پاس اتنے بلیک ہاک ہیلی کاپٹر نہیں ہیں جتنے اب امارت اسلامیہ کے قبضے میں ہیں، وللہ الحمد۔

اس کے علاوہ پچھلے بیس سال میں جو گاڑیاں، اسلحہ اور دیگر عسکری سامان افغان فوج کے حوالے ہوا اس میں سے کتنا تباہ ہوا اور کتنا طالبان کی فتح تک افغان فوج کے پاس سلامت موجود تھا، اس کا کوئی آڈٹ موجود نہیں ہے۔ لیکن اس حوالے سے سگار کی ایک سابقہ رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۶ء تک امریکہ نے افغان فوج کو جو اسلحہ دیا تھا وہ امریکہ کے امارت اسلامیہ سے معاہدے سے قبل تک تینتالیس فیصد (43%) تک طالبان کے قبضے میں جا چکا تھا۔

امریکہ نے افغان فوج کو ۲۰۱۶ء تک پانچ لاکھ ننانوے ہزار چھے سو نوے (599,690) کی تعداد میں اسلحہ دیا تھا اور اس فیصد کے اعتبار سے امریکہ طالبان معاہدے سے پہلے تک دو لاکھ ستاون ہزار آٹھ سو سڑسٹھ (257,867) کی تعداد میں اسلحہ طالبان کے قبضے میں آ چکا تھا۔ چونکہ اسلحہ بہت کم ضائع ہوتا ہے اور فتوحات کے دوران جو غنائم کی تصاویر اور ویڈیوز

سامنے آئی ہیں ان کو سامنے رکھا جائے تو بہت محتاط اندازہ بھی لگایا جائے تو افغان فوج کو دیے گئے اسلحے میں سے ۹۰ فیصد اسلحہ طالبان کے قبضے میں آچکا ہے۔

یہی معاملہ مواصلاتی آلات اور جاسوسی اور سرویلنس کے آلات کا بھی ہے۔ ان میں ۲۰۱۹ء تک افغان فوج کو دو سو نواسی (289) سکین ایگل ڈرون فراہم کیے گئے تھے۔ ان میں ۲۰۱۶ء تک ۸ ڈرون فراہم کیے گئے تھے جبکہ باقی دو سو اکاسی (281) ڈرون اگلے چار سالوں میں فراہم کیے گئے۔ اس تناسب کو دیکھا جائے تو ۲۰۲۰ء اور ۲۰۲۱ء میں بھی بڑی تعداد فراہم کی گئی ہو گی۔ امکان یہی ہے کہ یہ تباہ کم ہوئے اور اکثریت امارت اسلامیہ کے ہاتھ آگئی ہے۔ اور غنائم کی بعض ویڈیوز سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان سکین ایگل ڈرونز کی ایک بڑی تعداد بالکل نئی اور پیک حالت میں ہی امارت اسلامیہ کے ہاتھ آئی ہے جنہیں استعمال کرنے کا افغان فوج کو موقع نہیں مل سکا۔

ایک معاملہ فوجی گاڑیوں کا بھی ہے۔ پچھلے بیس سالوں میں فوجی گاڑیاں سب سے زیادہ نشانے پر آئی ہیں اس لیے جو فوجی گاڑیاں امریکہ نے افغان فوج کو دی ہیں ان میں سے بڑی تعداد اس جنگ میں تباہ ہوئی ہے۔ لیکن ۲۰۱۶ء سے لے کر ۲۰۲۱ء تک امریکہ نے افغان فوج کو ماضی کی نسبت کہیں زیادہ فوجی گاڑیاں فراہم کی تھیں۔ اور جو غنائم سامنے آئے ہیں ان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں یہ فوجی گاڑیاں امارت اسلامیہ کے قبضے میں آئی ہیں، الحمدللہ۔

اختتامیہ

۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو جب امریکہ نے اس جنگ کا آغاز کیا تب، اگرچہ بش نے کہا تھا کہ یہ ایک طویل مہم ہو گی لیکن اس وقت بھی، نہ تو بش، نہ ہی کوئی بھی امریکی شہری اور نہ امریکہ کے صف میں شامل ہونے والے ۵۰ ممالک کے حکمران اور افواج کبھی خواب میں بھی یہ سوچ سکتے تھے کہ یہ جنگ دہائیوں تک جاری رہے گی۔

اکتوبر ۲۰۰۱ء میں جب امریکہ افغانستان پر حملہ آور ہونے جارہا تھا تب اٹھاسی (88) فیصد امریکی اس جنگ کے حامی تھے، جبکہ اگست ۲۰۲۱ء میں اس جنگ کے اختتام پر باسٹھ (62) فیصد امریکیوں کی رائے میں افغانستان کے خلاف یہ جنگ شروع ہی نہیں کی جانی چاہیے تھی۔

امریکہ افغانستان میں تین اہداف لے کر آیا تھا۔ ایک القاعدہ کا خاتمہ، دوسرا امارت اسلامیہ کی شرعی حکومت کا خاتمہ اور تیسرا افغانستان میں ایک امریکہ نواز مستحکم جمہوری اور بے دین حکومت کا قیام۔ لیکن اس بیس سالہ جنگ میں امریکہ ان تینوں اہداف کے حصول میں بری طرح ناکام رہا ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ امریکہ نے ۳۵ بلیک ہاک ہیلی کاپٹر، ۳ جیٹ اور کچھ سکین ایگل ڈرون افغان فوج کو ایسے وقت میں دیے جب امارت اسلامیہ افغانستان کے تقریباً تمام ہی اضلاع پر قبضہ حاصل کر چکی تھی۔ ایسے وقت میں، جب امارت اسلامیہ کی فتح یقینی نظر آرہی تھی، امریکہ کی طرف سے ایسا قیمتی سامان افغان فوج کے حوالے کرنے کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یا تو امریکہ اتنا احمق ہے کہ وہ اتنی سادہ سی بات نہیں سمجھ سکا کہ افغان فوج بہت ہی معمولی جنگ کے بعد پسپائی اختیار کر رہی ہے اور ایسی بھاگتی ہوئی فوج کو جتنا مرضی اسلحہ دے دیا جائے وہ اپنے قدم نہیں جما سکتی۔ یا شاید 'ڈوبتے کو تنکے کا سہارا' کے مصداق امریکہ کو یہ امید ہو گی کہ شاید ان کو مزید اسلحہ دینے سے یہ صوبائی مراکز کو بچا سکیں۔ اور ایسا

ہو گئی کہ چاہے اسلحے اور عسکری سامان کے پہاڑ بھی جمع کر لیے جائیں، یہ سب چیزیں اللہ کی نصرت کے مقابلے میں سمندر کی جھاگ سے بھی کم حیثیت رکھتی ہیں۔

اتنی طاقت، ٹیکنالوجی اور جدید ترین اسلحہ رکھنے کے ساتھ بیس سال تک کوشش کرنے کے باوجود شکست کا سامنا کرنے کی ہزیمت ایک طرف، لیکن اس سے بھی بڑی ہزیمت امریکہ کے لیے یہ ہے کہ اس جنگ کے اختتام پر بھی اس کے سارے اندازے غلط ثابت ہوئے اور طالبان کابل کے دروازے پر پہنچ گئے اور انہیں جوتیاں چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اتنی بڑی طاقت رکھنے والے، دنیا کو اپنی انگلیوں پر نچانے والے امریکہ کی فوج اور سرکاری ملازمین طالبان کے کابل کے دروازوں پر پہنچنے کی خبر ملتے ہی اندھا دھند کابل ائیر پورٹ کی طرف بھاگے اور پھر اس کے بعد اگلے پندرہ دن تک دنیا کی واحد سپر پاور اور اس کی کٹھ پتلی افغان حکومت کا افغانستان میں اثر ورسوخ صرف کابل ائرپورٹ کی حدود کے اندر تک ہی رہ گیا، جہاں امریکی فوج نے انخلاء کے معاملے میں بدنظمی اور نااہلی دکھا کر امریکہ کے لیے ہزیمت کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ۳۱ اگست ۲۰۲۱ء کو صرف افغانستان میں امریکی جنگ کا خاتمہ ہی نہیں ہوا بلکہ امریکی حکومت کی بوکھلاہٹ، شکست کا اعتراف، امریکی شہریوں، امریکی دوستوں اور اتحادیوں کی طرف سے امریکہ کی ایسے شرمناک انخلاء پر تنقید اس بات کا بھی اعلان ہے کہ افغانستان میں جنگ کے خاتمے کے ساتھ امریکہ کی عالمی طاقت ہونے کا دور بھی ختم ہو گیا۔ اس تحریر کا اختتام رینڈ کارپوریشن کی ایک حالیہ رپورٹ 'افغانستان سے حاصل شدہ اسباق' کے اختتامی کلمات سے کرتے ہیں:

> "بلاشبہ اس بیس سالہ قطعی شکست کے اسباق کے بارے میں آنے والے عشروں تک بحث ہوتی رہے گی۔ لیکن افغانستان میں مستقبل میں کسی ممکنہ مداخلت کے حوالے سے جو اوّلین اور اہم ترین سبق حاصل ہوتا ہے وہ شاید بہت سادہ سا ہے، جسے برطانویوں کے، روسیوں کے اور بہت سے دیگر تجربات سے سیکھا جا سکتا تھا۔ اور وہ ہے 'مت کرو'

افغان جنگ میں امریکی خسارے

جنگ کا کل دورانیہ
7,262 دن
19 سال 10 ماہ 23 دن

کل امریکی فوجی تعیناتی
980,000
9 لاکھ 80 ہزار فوجی

جانی خسارہ

36,542
کل امریکی ہلاکتیں

2,461 امریکی فوجی
دورانِ جنگ ہلاک

3,904 عسکری کنٹریکٹر
کاروائیوں میں ہلاک

30,177 امریکی فوجی
خودکشی سے ہلاک

172,646
معذور امریکی فوجی

20,746 امریکی فوجی
جسمانی معذور

151,900 امریکی فوجی
دماغی معذور (PTSD)

مالی خسارہ

کل لاگت
2.313 ٹریلین ڈالر
(20 کھرب 31 ارب 30 کروڑ)

اوسط یومیہ لاگت
300 ملین ڈالر
(30 کروڑ ڈالر روزانہ)

824.9 بلین ڈالر
جنگی اخراجات

532 بلین ڈالر
قرضوں پر ادا کردہ سود

233 بلین ڈالر
سابقہ فوجیوں کا علاج معالجہ

131.3 بلین ڈالر
تعمیرِ نو کے منصوبہ جات

85 بلین ڈالر
افغان فوج کی تربیت اور عسکری سامان

36 بلین ڈالر
حکومتی اخراجات اور ترقیاتی منصوبے

14.25 بلین ڈالر
افغان فوج کی تنخواہیں

2.455 بلین ڈالر
مرنے والے فوجیوں کے لواحقین کو

نوائے غزوۂ ہند

افغان جنگ میں امریکی خسارے

صوبائی مراکز کی فتح سے قبل
افغان فوج کے پاس موجود ڈرونز، طیارے اور ہیلی کاپٹر

سکین ایگل ڈرونز	289
Mi-17	96
UH-60 بلیک ہاک	80
MD-530	50
A-29 جیٹ	26
C-208 ٹرانسپورٹ طیارہ	24
PC-12 سرویلنس طیارہ	18
AC-208 لڑاکا طیارہ	10
Bell UH-1	10
CH-47 چینوک	5
HIND Mi-35	4
C-130 ٹرانسپورٹ	4
HAL چیتا	3
Boeing 747 وی آئی پی	1

افغان فوج کو امریکہ کی طرف سے دی گئی گاڑیاں اور اسلحہ
جو یا تباہ ہوا یا امارت اسلامیہ کے قبضے میں آیا

رینجر و ڈبل کیبن	43,206
ہمویز	27,959
ٹرک، ٹرالر و ٹینکر	9,470
کرینیں اور ریکوری گاڑیاں	1,024
مائن پروف گاڑیاں	928
بکتر بند	189
رائفلز	364,819
پسٹلز	132,779
مشین گنز	69,901
گرنیڈ لانچرز	26,477
شاٹ گنز	12,692
راکٹ لانچرز	10,741
آرٹلری اور مارٹر	2,662
ہیوی مشین گنز	140

نوائے غزوۂ ہند